# مقاصد رسالت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کا ۱۱ستمبر ۲۰۰۶ء سے ۲۰ستمبر تک فیجی آئس لینڈ کا ایک مفصل دورہ ہوا، جس میں وہاں کے اسلامی مراکز اور دینی اداروں کے علاوہ عام مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا گیا، اس دورے کے درمیان ۱۵ستمبر بروز جمعہ آپ نے جامع مسجد لوٹو کا سٹی میں جو خطاب فرمایا، اس کا متن نذر قارئین ہے۔

الحمد لله رب العالمين، والصلوة على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿هو الذى بعث فى الاميين رسولا من أنفسهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفى ضلال مبين﴾

قرآن پاک کی اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ رب العزت نے یہ کیا کہ آپ کو نبوت اور رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا لیکن یہ بھی کہ اللہ رب العزت نے انداز بیان میں اپنے احسان کا ذکر بھی کر دیا۔ کہ اللہ جل شانہ نے انسان کے ساتھ کیا احسانات فرمائے وہ یہ کہ رسول کو نبی بنا کر بھیجا۔ نبی کی حقیقت وصفات کا ذکر کیا گیا، اس میں ایک بات یہ ہے کہ قرآن کی آیت تلاوت فرماتے ہیں اور واقفیت کراتے ہیں دوسری یہ کہ رسول تشریف لائے اور انہوں نے لوگوں کے قلوب اور دلوں کو جہالت، شرک وبدعت، گمراہی کی ناپاکی سے پاک فرمایا، تیسری بات یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیم اور اس کے معانی، مطالب ومعارف سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں، قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حکمت اور دانائی کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ رسول یا نبی جو احوال اور

پوشیدہ اعمال کولوگوں کو سمجھاتے اور سکھلاتے ہیں ان میں قرآن کی تعلیم ہے نمبر دو لوگوں کو شرک و بدعات سے پاک کرنا بھی ہے نمبر تین علوم کی تعلیم، اس کے معانی اور حکمت و دانائی کا سکھا دینا بھی ہے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف کیوں لائے تو جواب کا نسخہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ لہٰذا لوگ اس سے نکل کر ہدایات کی طرف آئیں، آپ کو معلوم ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ کے آسمان پر چلے جانے کے پانچ سو سال بعد تشریف لائے اور اس وقت عالم یہ تھا کہ لوگ بت پرستی کرتے تھے، ظلم کرتے تھے، انسانیت راہ ہدایت سے بالکل الگ تھلگ تھی۔

حبشہ کے بادشاہ اصحمہ کے سامنے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے جو مشہور اور تاریخی خطاب کیا تھا، اس میں بعثت سے پہلے کے دور جاہلیت کی بڑی اچھی اور عمدہ عکاسی کی گئی ہے، انہوں نے کہا تھا:

''ہم اسلام کی آمد سے پہلے جاہل تھے، بتوں کی عبادت کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیا تھے، بدسلوکی کرتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی، ہم وحشت ناک تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے پیغمبر اسلام معبوث فرمایا، انہوں نے ہمیں توحید اور ایک رب کے حضور سجدہ کرنے کی دعوت دی، شرک چھوڑنے کی ہدایت فرمائی، صداقت و امانت کا حکم دیا، حسن سلوک ہمیں سکھایا، فساد اور خون ریزی سے بچنے کی تاکید فرمائی، ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھانے سے ہمیں روکا اور ہمیں حکم دیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، نماز پڑھیں، زکوۃ دیں اور روزہ رکھیں''۔

حاصل یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لانے کے بعد ان کو تعلیم دی، ان کی اصلاح و تربیت اور تزکیہ کا اہتمام کیا تو ایک عظیم انقلاب رونما ہوا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نبی تن تنہا اللہ کا پیغام پہنچانے قوم کے سامنے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر غم و پریشان کو صبر سے برداشت کیا اور جو ایمان لائے تو ان کا بھی یہ حال تھا کہ تکالیف کو برداشت کرتے رہے لیکن دین کو مقدم رکھا یہاں تک کہ دو مرتبہ ہجرت کرنی پڑی پھر مکہ کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ تشریف لائے اور مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال پیغام پہنچایا تو اس طرح دس سال مکہ اور تیرہ سال مدینہ یہ کل تیس سال تھے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کا کام کے لیے عطا کیے گئے، وہ لوگ جو وسائل کے اعتبار سے ضروریات کے اعتبار سے کمزور تھے، وہ ان تیس سال میں پورے جزیرہ عرب میں غالب آگئے اس طرح غالب آئے کہ ان کے قدموں میں بڑے بڑے ممالک کے خزانے ڈال دیئے گئے۔ آج لوگ وسائل اور

ذرائع پر اعتماد کرتے ہیں لیکن یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ اگر ہم اپنی زندگی قرآن وسنت کے مطابق گزاریں گے۔ تو پھر مشکلات بھی آسان ہوں گی اور کفر بھی مغلوب ہوگا اور معاملات بھی ٹھیک رہیں گے لیکن یہ کہ ان مادی وسائل کو مقصود سمجھنا اور قرآن کو نہ سمجھنا بہت بڑی گمراہی ہے۔

دیکھا یہ گیا کہ اصل اعتماد اس کی اعانت پر کیا گیا کئی دفعہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے سے لوگوں کی مدد کی میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج اسباب پر ہمارا اعتماد ہے۔ اللہ رب العزت پر نہیں تو عزیزو! قرآن پر چلو اور نبی نے جو طریقہ بتلایا ہے اس کو اپناؤ جو اسباب دشمن نے تیار کیے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہ ہوگی، وہ تمام باطل ہو جائے گا۔ حالاں کہ غور کرنے کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہوا تو مسلمانوں کی تعداد سوا لاکھ تھی، یہ تعداد روم اور فارس کے اعتبار سے کم تھی وسائل بھی کم تھے لیکن تاریخ بتلا رہی ہے کہ جن کے پاس کچھ نہیں تھا وہ غالب اور تمام کا تمام کفر مغلوب ہوگیا، ان کا غالب ہو جانا یہ اللہ کی نصرت اور امداد تھی آج بھی لوگ اگر قرآن کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق رندگی گزاریں تو یہ فاتح اور دشمن مفتوح ہو جائے گا، آپ کامیاب اور دشمن ناکام ہو جائے گا۔

ہمیں نبی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا، اب ہماری بنیادی تعلیم یہی سورہ فاتحہ ہے، کون یہ چاہتا ہے کہ وہ مغلوب ہو، کون چاہتا ہے کہ وہ ناکام ہو لیکن یہ کہ اللہ نے تمہیں طاقت ور چیز کا نسخہ بتلایا کہ نماز کی پابندی کریں، شرکیات سے بچیں، بدعات سے اپنے آپ کو روکیں۔ ایسا آسان نسخہ بتا دیا، اس کے باوجود ساری کی ساری دنیا ان لوگوں کی طرف دیکھتی ہے کہ جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت ہوئی تو ظاہر ہے ایسی صورت میں نقصان ہوگا، فائدہ نہیں ہوگا کون سی قوم ایسی ہے کہ جن کے اس دنیا میں مسائل نہیں؟ کون سے قوم ایسی ہے کہ جن پر مشکلات نہیں، لیکن مسلمانوں پر ساری کی ساری لابی متفق ہے چاہے ان کا تعلق اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب سے کیوں نہ ہو، لہٰذا ان حالات میں ہمیں اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ بتلایا ہے اس کو پورا کریں اور اس کے مطابق اپنے اعمال کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقوں میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز پنہا ہے۔ امت مسلمہ کے زوال اور انحطاط کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ امت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات اور طریقوں کو اپنی معاشرتی، نجی اور قومی زندگی میں رائج نہیں کر سکی ہے اور جب تک حضور کی سیرت اور سنت کو ہم عملی نمونہ اور اسوہ نہیں بنائیں گے، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆......☆......☆